© rasailojaraid.com

اسلام نے نہیں عائلی قوانین نے عورتوں پر ظلم کیا ہے

قومی اسمبلی میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی تقریر

قوانینِ الٰہیہ کو نہیں بلکہ معاشرہ کو تبدیل کرنا ضروری ہے

۱۴ ستمبر جمعرات قومی اسمبلی میں موجودہ عائلی قوانین منسوخ کرانے کی قرارداد پر بحث کا دن تھا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے قرارداد کی حمایت یعنی مروجہ عائلی قوانین کی مخالفت میں جو تقریر فرمائی اسے یہاں اسمبلی کی مہیا کردہ رپورٹ کی شکل میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

★

مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک) :عالی جناب سپیکر صاحب! گذارش یہ ہے کہ عائلی قوانین جو اس ملک میں رائج کئے گئے ہیں۔ ان کے متعلق یہ کہا جاتا ہے۔ کہ خواتین پر جو مظالم ہو رہے ہیں۔ ان کا یہ مداوا ہیں۔ سب سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ خواتین ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں ہیں اور کوئی شخص اپنی بیٹی ماں اور بہن کے اوپر مظالم کو برداشت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اسلام نے ماں کو جو درجہ دیا ہے۔ اس کے سلسلے میں یہ فرمایا گیا الجنۃ تحت اقدام الامہات۔ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اور جو شخص بیٹیوں کی........

میاں منظور حسین پی پی پی :- مولانا صاحب نے جہاں ذکر بیٹی، ماں اور بہن کا کیا ہے۔ وہاں انہوں نے بیویوں کو بالکل IGNORE کر دیا ہے۔ تو کیا ان کی فہرست میں نہیں آتیں۔

مولانا عبدالحق : میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ بیوی جو ہوتی ہے وہ بعد میں ماں بن جاتی ہے۔ تو ہر ماں لازماً بیوی ہوتی ہے۔

میاں منظور حسین : کس STAGE پر وہ بیوی ماں بن جاتی ہے۔

مولانا عبدالحق : اس کا جواب [illegible] جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو شوہر کی بیوی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بچے کی والدہ ہوئی اور والدہ کا حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ اس کا احترام کریں

عنایت الرحمان عباسی : کستوربا کے متعلق گاندھی نے یہ کہا تھا کہ یہ میری ماں ہے۔

ایک رکن : مولانا آپ ان لوگوں پہ توجہ نہ دیں تقریر جاری رکھیں۔ یہ لوگ تقریر کا تسلسل کاٹنا چاہتے ہیں۔

مولانا عبدالحق : میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ایک چیز تو یہ ہے کہ خواتین کا احترام اور ان کے حقوق کی حفاظت کا سب سے پہلے اسلام ہی نے حکم دیا ہے۔ اسلام نے ہی عورتوں کو وارث بنایا۔ آپ کو معلوم ہے کہ علماء نے یہ کوشش کی ہے کہ صوبہ سرحد میں انگریزوں کے دور میں ۱۹۳۵ء میں اس وقت تک وہاں کی جتنی عورتیں ہیں ان کو میراث میں شریعت کے مطابق حصہ ملتا ہے۔ مجھے اس عرض کرنے سے غرض یہ ہے کہ ہماری بہنیں یہ نہ سمجھیں کہ اس جانب جو لوگ بیٹھے ہیں وہ خدا نخواستہ عائلی قوانین کی اس لئے مخالفت کرتے ہیں کہ ان کے قلوب میں صنف نازک کے لئے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ دوسری چیز میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہمارا پاکستان جو ہے وہ اسلامی نظریہ کی بنا پر قائم ہوا ہے۔ اور اسلامی نظریہ وہی ہے۔ جو قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ رحمٰن الرحیم ہے اور رسول اللہ رحمت اللعالمین ہے۔ انہوں نے عائلی قوانین کے متعلق جو احکامات بیان فرما دیئے ہیں۔ تو ہم مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس نظریہ کی بنا پر بھی اسکی قطعاً مخالفت نہیں کر سکتے۔ تیسری چیز میں یہ عرض کرتا ہوں کہ موجودہ معاشرے میں عورت کا جو مقام ہے ظاہر ہے۔ کہ اس وقت عورت کو وہ مقام حاصل نہیں ہے جس کا حکم اسلام دیتا ہے۔ اس لئے یہ ایک حقیقت ہے کہ اس معاشرے کی ہم کو اصلاح کرنی ہے۔ حضور اقدسؐ کے زمانہ میں جو معاشرے کی حالت تھی وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ چنانچہ اس معاشرے کی اسلام نے اصلاح کی اور معاشرے کی وجہ سے قوانین الٰہیہ کو خدا کے احکامات کو بدلا نہیں جا سکتا۔

نکاح پہ پابندی مت لگائیے۔ بلکہ عدل کے دروازوں کو قانون کے دروازوں کو آسان بنائیے ہر شہر اور ہر محلے میں جس عورت کو اپنے شوہر سے گلہ ہے کہ وہ اپنی دوسری بیوی کو ریشم کے کپڑے لا کر دے رہا ہے، دوسری بیوی کو اچھی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ اور پہلی بیوی کو احسن طریق پہ نہیں دیکھتا۔ تو وہ حقوق زوجین کی بنا پر کسی شہری عدالت میں دعویٰ کر سکے۔ عدالت اسے جبراً پہلی بیوی کے حقوق ادا کرنے کی ہدایات دے سکے۔ دوسری بات یہ عرض کرنی ہے۔ کہ کیا دوسری بیوی اپنی مرضی سے نکاح کر رہی ہے۔ شوہر کے ساتھ [illegible] اگر وہ اپنی مرضی سے کر رہی ہے تو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ کون ہیں، جو اس کے نفس اس کے اختیارات پر قبضہ کرتے ہیں اور اسے روکتے ہیں۔ یہ تو عورت ہی پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور عائلی قوانین عورتوں کے حقوق غصب کرنے اور اس پر ظلم کرنے کی مثالوں سے پُر ہیں۔

بیگم نرگس نعیم سندھو :- مولانا پہلے یہ بتائیے کہ عورتوں سے پوچھا کون ہے۔؟

مولانا عبدالحق :- تو کیا وہ بغیر اجازت نکاح میں آجاتی ہیں۔ دوسری بیوی خود اپنی مرضی سے اپنے ہونے والے شوہر سے نکاح کر رہی ہے۔ خود تیں اگر عائلی قوانین کے خلاف ہیں تو اپنی ہم جنس خواتین کو مجبور کریں کہ وہ اپنی مرضی سے عقد ثانی نہ کریں۔

مولانا غلام غوث ہزاروی :- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! مولانا تو ان محترمات کے نکاح کرنے کا ذکر نہیں کر رہے ہیں۔ ان محترمات کو خواہ مخواہ تکلیف ہو رہی ہے۔ مولانا تو عام بات کر رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر :- آرڈر، آرڈر۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی :- (پوائنٹ آف آرڈر) بیگم نسیم کے پیچھے جو تشریف فرما ہے۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ ویسے آج سب جمع ہو گئی ہیں۔ پچھلی جمعرات کو اکیلی نسیم جہاں تھیں۔

بیگم نرگس نعیم سندھو :- میں نے کہا تھا کہ کیا عورتوں سے پوچھا جاتا ہے۔؟

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی :- کیا ان سے نکاح کے وقت پوچھا نہیں گیا تھا۔؟ ان سے پوچھ لیا جاتا ہے۔ (قہقہہ)

نسیم جہاں :- تقاریر کے دوران لوگ مسلسل بولتے رہتے ہیں۔

محمود علی قصوری :- یہ رننگ کمنٹری ہو رہی ہے۔ جو مناسب نہیں۔

سپیکر :- دیکھئے یہ ایک سنجیدہ موضوع ہے۔ مولانا کی تقریر کو خاموشی سے سننا چاہیئے۔ اگر محترم خواتین کو اختلاف ہو تو بعد میں وہ اس کا جواب دے سکتی ہیں۔

مولانا عبدالحق :- تو عرض یہ کر رہا تھا کہ قرآن مجید کی آیت ہے: فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث ورباع۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اجازت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دو دو تین تین چار چار بیویوں کی اجازت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ دوسری بیوی شوہر کے نکاح میں اپنی مرضی سے آنا چاہتی ہے۔ مگر عائلی قوانین نے اس کے جذبات کو ٹھیس پہنچا دی اور اس کو روک دیا۔ آپ یہ کہیں گے کہ پہلی بیوی کے اوپر تعدی ہوگی۔ میں نے عرض کیا کہ [illegible] تمام حقوق، بیویوں کا کھانا، کپڑا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سب کچھ شوہر کی ذمہ داری ہوگی۔ جیسا کپڑا دوسری بیوی کا ہوگا۔ ویسا کپڑا پہلی بیوی کا ہوگا۔ ایک شوہر تا مہینوں نہیں گھر میں نہیں رہتا۔ ایک بیوی کو ریشم کے کپڑے اور ایک کو کھدر کے کپڑے دیتا ہے۔ کھانے پینے میں بھی فرق کرتا ہے۔ لیکن اسلام اسے پابند بناتا ہے کہ دوسری بیوی کے آنے کے بعد جس نظر سے وہ اس کو دیکھیگا اس کے مطابق وہ پہلی کو بھی دیکھے گا۔ ہمارے پاس شرعی قوانین اور تعزیرات ہیں ہم عدالتی کارروائی میں اس شوہر کو قید کر سکتے ہیں۔ اس کو سزا دے سکتے ہیں۔ اور جبراً اس کا حق اس سے لیکر بیوی کو دلوا سکتے ہیں۔ تو اس صورت میں پہلی بیوی کی بھلائی ہوگی۔ میں مانتا ہوں کہ خواتین پر ظلم نہیں ہونا چاہیئے۔ ہر انسان کو ہر مرد کو، ہر عورت کو اس کے حقوق دینے چاہئیں۔ اس وقت ملک میں مردم شماری ہو رہی ہے چند دنوں میں رپورٹ آپ کے سامنے آجائے گی۔

میرا خیال ہے کہ عورتوں کی تعداد زیادہ ہے۔ لیکن اگر فرض کر لیا جائے کہ عورتیں اور مرد برابر بھی ہیں اس صورت میں بھی کم از کم دس لاکھ آدمی پاکستان میں ایسے ہوں گے۔ جو نکاح کے قابل نہیں کیونکہ وہ غریب ہیں وہ اس کے کھانے کا بندوبست نہیں کر سکتے تو شریعت انہیں نکاح کرنے پر مجبور نہیں کرتی۔ تو جو دس لاکھ مفلس ہیں اور افلاس کی وجہ سے شادی نہیں کر سکتے تو اس کے مقابلہ میں ۱۰ لاکھ عورتیں بچیں گی۔ آپ نکاح ثانی ممنوع قرار دیتے ہیں۔ تو اس صورت میں ۱۰ لاکھ عورتیں کیا کریں گی۔ یا پھر مجبوراً داشتائیں بن کر گلی کوچوں میں پھریں گی۔؟ کچھ مرد مریض بھی ہوتے ہیں۔ نامردی میں بھی مبتلا ہوتے ہیں۔ فرض کیا ایسے مردوں کی پاکستان میں تعداد دس لاکھ ہے جو بیمار ہیں جو شادی کے قابل نہیں تو وہ دس لاکھ عورتیں کیا کریں گی۔؟

اس سلسلہ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر کسی غزوہ یا لڑائی میں ۱۰ لاکھ مرد شہید ہو گئے۔ تو دس لاکھ بیویوں کا کیا بنے گا۔ جب عائلی قوانین کی بنا پر دوسرا نکاح جائز نہیں۔ تو وہ دس لاکھ عورتیں کہاں جائیں گی۔ شریعت نے اجازت دے رکھی۔ ایسے مواقع پر اجازت دے رکھی ہے کہ اگر مرد پورا انصاف کرنا چاہے تو وہ دوسرا نکاح کر سکتا ہے۔

ایک دوسری بات میں مختصر عرض کرتا ہوں کہ عائلی قوانین میں نکاح کیلئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ نکاح قانونی ہوگا، جب رجسٹریشن اسکی ہو چکی ہو۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ علاقے جو دور دراز ہیں قبائلی ہیں۔ جو علاقے پہاڑوں میں ہیں، وہ رجسٹریشن کیسے کرائیں گے۔ اگر وہ نہیں کرا سکتے تو کیا ان کے نکاح قانوناً ناجائز ہوں گے۔؟ ایک بات اور میں عرض کرتا ہوں کہ آئینی قوانین مارشل لاء کی طاقت سے نافذ ہوئے اس سے پہلے ہمارے ... ہمارے اسلاف نے بزرگوں نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شادیاں کیں اور رجسٹریشن نہیں کی گئی تھی تو کیا ایسے نکاح درست ہیں یا نہیں ۔؟ اگر وہ درست نہیں تو پھر ہماری حیثیت کیسی رہ جاتی ہے ۔؟ اگر دادا کا نکاح درست ہے ۔ تو ہمارے نکاح رجسٹریشن کے بغیر کیوں درست نہیں ہیں ۔ شریعت میں ایجاب و قبول مہر اور دو گواہوں کی ضرورت ہے ۔ شریعت نے رجسٹریشن کو لازمی نہیں قرار دیا ۔ اس کے علاوہ موجودہ عائلی قوانین کی وجہ سے عورتوں کے اوپر ایک اور ظلم ہو رہا ہے ۔ مثلاً ایک شخص ہے ، اسکی ایک لڑکی ہے اور ایک اس کا لڑکا ہے ۔ وہ لڑکا باپ کی زندگی میں انتقال کر گیا ۔ اس لڑکے کی بیٹی ہے ۔ اب وہ شخص مرجاتا ہے ۔ اسکی ایک لڑکی زندہ ہے ۔ اور ایک پوتی ۔ تو شریعت میں یہ ہے کہ لڑکی کو آدھا حصہ میراث سے ملے گا ۔ اور وہ جو پوتی ہے اس کو سدس ملے گا ۔ تکملۃ الثلثین ۔

عائلی قوانین نے اس لڑکی پر جو یتیم ہے ناانصافی کی اور اس لڑکے کو جو باپ کی زندگی میں فوت ہو چکا ہے ۔ اس کو زندہ فرض کر لیا ۔ جو محض ایک خیالی اور مفروضہ صورت ہوتی ہے ۔ جبکہ کسی قانون میں ایسے مفروضے نہیں ہوتے ۔ زندہ فرض کرنے کے بعد پھر اس کا جو مال ہے اس لڑکی کو دیا جائے گا ۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ لڑکے کو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ ملتا ہے ۔ اس صورت میں پوتی کو ایک حصہ ملتا تھا لڑکی کو آدھا پہنچتا تھا ۔ اب دوسرا حصہ بھی اسے پہنچنے لگا ۔ یہ ظلم ہے یا نہیں ہے ۔ باوجود اس کے آپ کہتے ہیں کہ ہم نے اس قانون میں یتیم کی طرفداری کی ۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ یتیم بھی اسلام ہی کا مسئلہ ہے ۔ یتیم کی طرفداری کرنی چاہیئے ۔ اس کا شریعت نے انتظام کیا ہے ۔ شریعت یہ کہتی ہے کہ جس شخص کا باپ مرجائے اور دادا زندہ ہو تو اس یتیم لڑکے کا نان نفقہ کپڑا تعلیم وغیرہ کا انتظام دادا کریگا اگر دادا نہ ہو تو چچا تایا کرے گا ۔ اگر تایا چچا نہ ہو تو چچے کے لڑکے کریں گے ۔ جب تک بر سر روزگار نہ ہو ۔ اگر وہ نہ کریں تو یتیم کے حق کی ادائیگی بیت المال کرے گی ۔ حکومت کرے گی ۔ یہ چیز ان کو شریعت نے دی اس بنا پر میں عرض کرتا ہوں کہ اس کی جو دفعات ہیں وہ شریعت اور اسلام کے خلاف ہیں ۔ اور اسے منسوخ کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر :۔ مولانا صاحب آپ دس منٹ تک تقریر کر سکتے تھے آپ نے زیادہ وقت لیا ہے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

نوٹ :۔ افسوس کہ مولانا کو اپنی تقریر جو ابھی تمہید میں تھی ختم کرنی پڑی ۔ اور نہایت محدود وقت بھی اکثریتی پارٹی کی بار بار مداخلت اور خواتین کی دخل اندازیوں کی نذر ہوا ۔ پھر بھی مولانا مدظلہ کی اس تقریر میں اہم بنیادی اور اصولی باتیں آگئیں ۔ (ادارہ)

© rasailojaraid.com